

## 32845-اہل مکہ کے عمرہ کے لیے میقات میں اشکال

### سوال

علماء کرام عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث کے بارہ میں کیا کہتے ہیں جس میں یہ آیا ہے کہ: وہ عمرہ کے لیے تعمیم گئیں، اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث جس میں ہے کہ: حتیٰ کہ اہل مکہ سے ہی احرام باندھیں گے جو جیا عمرہ کرنا چاہے، تو ہم ان دونوں احادیث کے مابین جمع کس طرح کریں گے؟ آپ اس کے بارہ میں کتاب و سنت کے موافق رائے بیان کریں، اور اہل مکہ عمرہ کے لیے احرام کماں سے باندھیں گے، تعمیم سے یا مکہ سے؟

### پسندیدہ جواب

#### الحمد للہ

بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ہم دونوں حدیثوں کے الفاظ ذکر کر دیں اور پھر ان میں جمع کی وجوہات بیان کریں:

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالخیضہ اور اہل شام کے لیے ممحن، اور اہل نجد کے لیے قرن منازل، اور اہل میں کے لیے یہ میقات مقرر کیا اور فرمایا:

(یہ اہل میقات کے لیے اور ان کے علاوہ جو جی اور عمرہ کرنے کے لیے یہاں سے گزریں ان کے لیے بھی میقات ہیں اور جو ان کے اندر ہیں اس کے احرام باندھنے کی جگہ اس کا گھر ہے اور اسی طرح اہل مکہ سے) صحیح بخاری اور صحیح مسلم۔

اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (وادی) محب (ایک بگد کا نام ہے) میں ٹھرے اور عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا اور فرمائے گئے:

(اپنی بہن کو حرم سے باہر لے جاؤ (اور ایک روایت میں ہے کہ تعمیم لے جاؤ) تاکہ وہ عمرے کا احرام باندھ لے اور پھر بیت اللہ کا طواف کرے، اور میں تم دونوں کا یہاں انتظار کر رہا ہوں۔

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں: لہذا ہم نکلے اور میں نے احرام باندھا اور پھر بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی اور ررات کے وقت ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو وہ اپنی جگہ پر ہی تھے اور وہ فرمانے لگے:

کیا تم فارغ ہو گئی ہو؟ تو میں نے عرض کی جی ہاں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے مابین کوچ کرنے کا اعلان کر دیا، اور آپ نکلے اور نماز فجر سے قبل بیت اللہ کا طواف کیا اور پھر مدینہ روانہ ہو گئے) صحیح بخاری اور مسلم۔

تو اس بنا پر کہا جاسکتا ہے کہ: ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث عام ہے کہ اہل مکہ صرف جیا صرف عمرہ یا جی اور عمرہ دونوں کا اکٹھا احرام مکہ سے ہی باندھیں گے، اور عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث جس میں ہے کہ وہ اپنے بھائی عبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تعمیم گئیں خاص ہے۔

اور علماء کرام کے ہاں یہ قاعدہ معروف اور مسلمہ ہے کہ جب عام اور خاص کا آپس میں تعارض ہو تو عام کو خاص پر معمول کرتے ہوئے خاص پر عمل کیا جائے گا، اور یہاں بھی وہی ہے کہ تنقیم یا حل کی کسی دوسری بجھ سے عمرہ کا احرام باندھنا، تو (حتیٰ کہ اہل مکہ ہی سے) کا معنی یہ ہو گا کہ :

اہل مکہ حج مفرد یا حج اور عمرہ کا اکٹھا ہی احرام مکہ سے ہی باندھیں گے اور انہیں حل یا حدیث میں مذکور دوسرے میقات کی طرف نکلنے کی ضرورت نہیں تاکہ وہ وہاں سے احرام باندھ سکیں۔

لیکن صرف عمرہ کے لیے یہ ہے کہ جو کوئی بھی صرف عمرہ کا احرام باندھنا چاہے اور وہ مکہ کا رہائشی ہو یا حرم کی حدود میں رہتا ہو تو اسے حل کی جانب نکلنے ہو گا یعنی تنقیم وغیرہ کی طرف تاکہ وہ وہاں سے احرام باندھے، جسور علماء کرام کا یہی کہنا ہے، بلکہ الحب طبری کا کہنا ہے کہ مجھے کسی کے بارہ میں علم نہیں کہ اس نے مکہ کو عمرہ کے لیے میقات مقرر کیا ہو۔ اہ

تو اس طرح ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان (حتیٰ کہ اہل مکہ سے ہی) کو حج مفرد اور قرآن والے متعین کیا جائے گا، نہ کہ صرف عمرہ کرنے والے کے لیے۔

اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کسی دو معاملوں میں اختیار دیا جاتا تو آپ اگر وہ گناہ نہ ہوتا تو اس میں سے آسان کو اختیار کرتے تھے، لہذا اگر صرف عمرہ کا احرام حرم کی حدود سے باندھے کی اجازت ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لیے اختیار کر لیتے، کیونکہ یہ ان کے لیے بھی اور عائشہ اور ان کے بھائی کے لیے بھی آسان تھا اور اس میں تکلیف اور مشقت بھی کم تھی، لہذا آپ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تنقیم یا حل جا کر احرام باندھنے کا حکم نہ دیتے۔

لہذا ان کا حرم کی حدود سے احرام باندھنے سے احتراض کرنا بوجوہ حل میں جا کر احرام باندھنے سے سب کے لیے آسان اور سلیل ہے حالانکہ حل جانے میں مشقت اور تکلیف ہے اور پہلے معاملے یعنی حرم سے احرام باندھنے میں کوئی مشقت نہیں اس بات کی دلیل ہے کہ صرف عمرے کا احرام حرم کی حدود کی بجائے حل سے باندھنا شرعی مقصود ہے اور شرعی طور پر مأمور ہے کہ جو حرم میں رہتے ہوئے صرف عمرہ کرنا چاہے وہ حل جا کر احرام باندھے۔

اللہ تعالیٰ ہی توفیق بخشنے والا ہے۔

ویکھیں : فتاویٰ الجیہ الدائمة للجھوٹ العلمیہ والا فتاویٰ (11/143)۔

واللہ عالم۔